ادبیات

غزل

جناب الم مظفر نگری

نہ جانے کس ادا کے ساتھ وہ گلشن میں آتے ہیں
سحر ہنستی ہے، گُل کھلتے ہیں غنچے مُسکراتے ہیں

ہر عالم میں اسے خود اس کی نظروں سے چھپاتے ہیں
جسے اپنی محبت میں وہ دیوانہ بناتے ہیں

نہ پوچھو کس لئے در پر کسی کے سر جُھکاتے ہیں
جبیں کو اور کبھی ہم آستاں کو آزماتے ہیں

پرستارانِ غم یہ معجزہ اکثر دکھاتے ہیں
کہ خاکِ دل کے ہر ذرّے کو پھر اک دل بناتے ہیں

سہارا پا رہی ہے زندگی اُن اہلِ ہمّت سے
بوقتِ بیکسی جو گرنے والوں کو اٹھاتے ہیں

چمک دی حسن کے جلووں کو گرمیٔ محبّت نے
پتنگے جل کے شمعِ بزم کی لَو کو بڑھاتے ہیں

سمایا ہے جو بن کر درد بلبل کی صداؤں میں
وہی نغمہ بسازِ رنگ و بو گل بھی سُناتے ہیں

وہ شبنم بن کے ہوتے ہیں سحر کو زینتِ گلشن
شبِ غم یاد میں ان کی جو آنسو ہم بہاتے ہیں

لہو میں اشکِ غم یونہی سمو دیتے ہیں ہم ساقی
شرابِ آتشیں میں جس طرح پانی ملاتے ہیں

یہ اک رازِ ازل ہے اور محبّت کی امانت ہے
تمہارے درد کو ہم اس لئے دل میں چھپاتے ہیں

ذرا اے گرم رفتارانِ منزل تم ٹھہر جاؤ
انھیں بھی ساتھ لو جو ہر قدم پر ڈگمگاتے ہیں

اسیرانِ جنوں بھی بہرِ تسکیں موسمِ گل میں
ہر اک صبحِ قفس کو اشکِ رنگیں سے سجاتے ہیں

الم کیا خوف ان کو یورشِ صیّاد و گلچیں کا
سرِ نخلِ وفا جو آشیاں اپنا بناتے ہیں